

71173- کھانے پینے اور نماز کے معاملہ میں بیٹے کا والدہ سے جھگٹا کرنا

سوال

میرا بھائی بہت موٹا ہے اور بہت زیادہ کھاتا ہے، جب بھی والدہ اسے کم کھانے کی نصیحت کرتی اور دھمکی دیتی ہے کہ اگر اس نے بات نہ مانی تو وہ اس سے ناراض ہو جائیگی، تو بھائی جواب دیتا ہے کہ:

کھانا حرام تو نہیں، اور والدہ کو کسی حلال کام سے منع کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں؟
اور وہ نماز بھی مسجد میں ادا نہیں کرتا، والدہ جب بھی اسے مسجد نہ جانے کا سبب پوچھتی ہے تو وہ جواب دیتا ہے: نماز باجماعت سنت موکدہ ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔
اور وہ اذان کے بعد نماز کو بہت لیٹ کر کے ادا کرتا ہے، ہم جب بھی اسے کہتے ہیں کہ وقت پر نماز ادا کیوں نہیں کرتے تو جواب دیتا ہے کہ: میں نماز کے مضر کروہ وقت سے لیٹ تو نہیں کرتا، اس لیے کہ نماز کے اوقات معروف ہیں جو اذان اور اقامت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، ہم اس کا جواب کیا دیں؟

پسندیدہ جواب

اول:

یقیناً اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر سب سے عظیم احسان یہ ہے کہ اس نے زمین میں ہر چیز اس کے لیے مسخر کر کھی ہے، اور اس پر نعمتیں نازل فرمائی اور ان کے لیے پاکیرہ اشیاء کھانے پینے اور پسندنے کے لیے مباح کی ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کے استعمال میں اسراف کرنے یا پھر اس میں ایسی رخصت تلاش کرنا جس میں اسے ضرر اور اذیت ہو یا وہ اسے اس کے دین و دنیا میں زیادہ نفع والی چیز کے آڑ سے آرہی ہو میں مشغول ہونے والے کی مذمت بھی کی ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿کھاد پینو اور اسراف و فضول خرچی مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی اور اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا﴾۔ الاعراف (31)۔

دوم:

ابن آدم کے لیے سب سے زیادہ بڑا کت اور تباہ کرنے والی اشیاء میں پیٹ کی شوت ہے، اور پھر پیٹ شہوات کا منع اور بیماریوں اور آفات کی جڑ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”آدمی کے لیے سب سے بری چیز اس کا بھرا ہوا پیٹ ہے، ابن آدم کے لیے تو اس کی پیٹھ سیدھی رکھنے کے لیے چند لمحے ہی کافی ہیں، اگر وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تو ایک تھانی کھانے کے لیے، اور ایک تھانی پینے اور ایک تھانی حمسہ سانس لینے کے لیے رکھے۔“

سنن ترمذی حدیث نمبر (2380) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

لیکن ابن آدم صرف اتنا کھائے جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھے، اور اس سے زیادہ نہ کھائے، لیکن اگر وہ اس سے زیادہ کھانا ہی چاہتا ہے تو پھر اتنا پیٹ بھر کر کھا سکتا ہے کہ پیٹ کے تین حصے کرے ایک حصہ کھانے، اور ایک حصہ پینے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لیے رکھے، اس سے زیادہ مقدار میں نہ کھائے۔

دیکھیں : تحفۃ الاحوڑی۔

دور جاہلیت میں عقلمند اور دانشور کم کھانے کی تعریف کیا کرتے تھے :

حاتم طافی کا قول ہے :

اگر تو نے پیٹ اور شر مگاہ کو اس کی مطلوبہ اشیاء دے دیں تو دو نوں خون کی انتہائی مقدار حاصل کر لینے۔

دیکھیں : فتح الباری (669/9)۔

اور اگر انسان اتنا زیادہ کھائے کہ یہ اس کے لیے ضرر اور نقصان کا باعث بنے تو یہ حرام ہے۔

مستقل فتویٰ کمیٹی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

کیا زیادہ کھانا حرام ہے؟

تو کمیٹی کا جواب تھا :

"بھی ہاں مسلمان کے لیے اتنا زیادہ کھانا کہ اس سے ضرر اور نقصان ہو حرام ہے؛ کیونکہ یہ اسراف میں شامل ہوتا ہے، اور اسراف حرام ہے۔

اس کی دلیل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اَنَّمَا بَنَى اَدَمُ مِنْ مَجَدِي مَحِيطَ الْمَدِينَةِ لِلْجُوَثِ الْعَلْمِيَّةِ وَالْأَفَاءِ﴾۔ الاعراف (31)۔ انتہی

دیکھیں فتاویٰ الجمیع الدائمة للجوث العلمیہ والافاء (329/22)۔

سیر ہو کر اور پیٹ بھر کر کھانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تزیب وارد ہوئی ہے، یہ اس لیے کہ ایسا کرنے اور روز قیامت بھوک کا باعث ہوگا۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی پاس ڈکاریا تور سول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ہم سے اپناؤ کارروک کر رکھو، کیونکہ دنیا میں اکثر سیر رہنے والا شخص روز قیامت سب سے زیادہ مدت بھوک رہے گا"

جامع ترمذی حدیث نمبر (2015) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

الجشاء : سیر ہونے کی صورت میں انسان سے ہوا کے ساتھ خارج ہونے والی آواز کو کہا جاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے کبیر اور الاوسط میں اور یعنی نے ابو حیفہ سے یہی روایت بیان کی ہے اور اس میں انہوں نے یہ زیادہ کیا ہے کہ :

ابو حیفہ نے موت تک پیٹ بھر کر نہیں کھایا، جب وہ دوپر کا کھانا کھالیتے تو رات کو نہ کھاتے، اور جب رات کو کھالیتے تو دوپر کا کھانا نہ کھاتے۔

اور ابن ابی الدنیا کی ایک روایت میں ہے :

ابو حیفہ کہتے ہیں : میں تیس برس سے اپنا پیٹ نہیں بھرا۔

دیکھیں : تہذیب الاحوذه۔

زیادہ کھانا ترک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کھانا بتدریج اور آہستہ آہستہ کم کیا جائے، اس لیے کہ جو شخص زیادہ کھانے کا عادی ہو اور یکبارگی کھانے میں کمی کرنے پر اس میں کمزوری اور نقاہت آجائیگی، اور اس کی مشقت بڑھ جائیگی، اس لیے اسے تھوڑا تھوڑا کھانا کم کرنا چاہیے، وہ اس طرح کہ عادتاً کھانے میں کچھ کمی کرتا رہے حتیٰ کہ کھانے اعدال حد میں چلا جائے۔

سوم :

اگر نماز بجماعت کی ادائیگی سنت موکدہ ہے، یا پھر اول وقت میں نماز ادا کرنا افضل ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ہمیں اس کو مضمبوطی سے تھامنا چاہیے، اور اس کی مدد اور حرص کریں، نہ کہ اس کی ادائیگی میں سستی و کابلی سے کام لیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالنا اور اس کی تعریف کرنی چاہیے کہ اس نے ہمارے لیے عبادت اور خیر کے طریقے، اور سنن بدی مشروع کی ہیں، اور ہمیں اپنوں سے پہلی نسل اور سلف کے حال سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں :

"جب یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کو مسلمان ہو کر ملے تو وہ ان نماز پڑھنے کی ادائیگی وہاں کرے جس جگہ اس کی اذان ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سنن بدی مشروع کی میں، اور یہ نمازیں سنن بدی میں سے ہیں، اگر تم پیچھے رہ کر اپنے گھر میں نماز ادا کرنے والے شخص کی طرح گھروں میں ہی نماز ادا کرنے کو تو تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کر دیا، اور اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ترک کی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جو شخص بھی اچھی طرح طہارت کر کے بہترین وضوء کرتا ہے پھر ان مساجد میں سے کسی ایک مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدله اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے، اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے، اور اس کی ایک غلطی معاف کرتا ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ اس نماز سے پیچھے صرف منافق ہی رہتا ہے جس کا نفاق معلوم ہو، ایک شخص کو دو آدمیوں کے درمیان پکڑ کر لایا جاتا اور اسے صفت میں کھڑا کر دیا جاتا تھا"۔

صحیح مسلم حدیث نمبر (654)۔

یہ تو اس صورت میں ہے جب ہم فرض کریں کہ نماز بجماعت ادا کرنا سنت موکدہ ہے، بہت سے سوالات کے جوابات میں نماز بجماعت کے وجوب کا بیان ہو چکا ہے۔

اس کی تفصیل آپ مندرجہ ذیل سوالات میں دیکھ سکتے ہیں :

(120) اور (8918) اور (21498) اور (10292)۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ ہمیں اور آپ کو ایسے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے جو اس کی محبت اور رضا کے باعث ہوں۔

واللہ اعلم۔